ليشهدوا منافع لهم

محمود احمد غازی

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں سورہ حج کی آیات ۲۶ - ۲۹ میں حضرت ابراهیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام کے هاتھوں تعمیر کعبہ کا واقعہ بیان کرتے هوئے فرمایا ھے کہ هم نے ابراهیم کو بیت اللہ کی تعمیر نو کا حکم دیا پھر ان سے کہا کہ لوگوں کو حج بیت اللہ کی طرف بلائیں، لوگ اس دعوت پر لبیک کہتے هوئے پیدل اور سوار، دور دراز مقامات سے حج کے لئے آیا کریں گے اور طرح طرح کے منافع کا مشاهدہ کیا کریں گے - ان آیات کے ایک جزو (عنوان بالا) کے الفاظ پر اگر غور کیا جائے تو معلوم هوگا کہ یہاں اللہ تعالی نے منافع کا لفظ جو خود جمع ھے بطور نکرہ استعمال کیا ھے - کلام عرب میں جب کوئی لفظ نکرہ استعمال کیا جائے تو اس سے مقصود اس کے عموم کی طرف اشارہ کرنا هوتا ھے - مراد یہ ھے کہ حج کی نیت سے بیت اللہ کی زیارت کرنے والے کو اس قدر عمومی منافع حاصل هوں گے جن کا شمار کرنا بھی ممکن نہیں - امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں لفظ منافع کی اس تنکیر پر گفتگو کرتے هوئے لکھا ھے کہ حج ایک ایسی عبادت ھے جو لاتعداد دینی و دنیوی فوائد اور روحانی و مادی منافع کی جامع ھے - یہ فوائد و منافع کسی دوسری عبادت میں موجود نہیں -(۱)

دوسرے بہت سے علماء اور مفسرین نے بھی لفظ منافع کی تفسیر کرتے هوئے نہایت فکر انگیز بحثیں کی هیں اور ان روحانی و مادی فوائد کو گنوایا ھے جو مسلمانوں کو حج بیت اللہ اور زیارت حرمین سے حاصل هوتے هیں

یا حاصل ہو سکتے ہیں ۔ زیر نظر تحریر میں انھی فوائد و منافع کی طرف مختصراً اشارہ کرنا مقصود ہے ۔

دنیا کے قدیم سے قدیم مذاہب میں بھی کسی نہ کسی ایسی عبادت کا تصور ضرور ملتا ہے جس میں لوگ ایک مقررہ وقت پر ایک معین جگہ جمع ہو کر خداوند قدوس کی حمد و ثناء بیان کریں اور اس کے حضور اپنی بندگی کے تقاضے پورے کریں ۔ اللہ تعالی نے ہر قوم میں دین حق کی طرف بلانے والے رسول بھیجے، عجب نہیں کہ مختلف علاقوں کے لوگوں کی عبادتیں اور ان کے طریقے ان رسولوں ھی کی تعلیمات کی بگڑی ہوئی شکل ہو۔ بنی نوع انسان کی یہ مشترک روحانی میراث اپنی مکمل اور پاک و صاف شکل میں حج کی صورت میں اسلام میں موجود ہے ۔

کرہ ارض پر بسنے والے تمام فرزندان توحید اپنے روحانی باپ موحد اعظم حضرت ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام کی ملت ہیں ۔ دراصل ملت اسلامیہ ملت ابراھیمی ھی کا دوسرا نام ہے ۔ حضرت ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام کی حیات طیبہ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ کی قائم کردہ ملت کی بنیاد جذبہ قربانی پر ہے ۔ آپ نے اللہ کے دین کے لئے گھر بار کو خیر باد کہا ۔ اللہ کے حکم پر بیوی بچے کو بے آب و گیاہ ”وادی غیر ذی زرع“ میں چھوڑ دیا اور پھر آخر میں اللہ کی طرف سے اشارہ پاتے ھی اکلوتے بیٹے کی قربانی دینے کے لئے بھی تیار ہوگئے ۔ آج دنیا میں حضرت ابراھیم علیہ السلام کے کروڑوں نام لیوا ان کی اس لازوال قربانی کی یاد کو اپنے دلوں میں محفوظ کئے ہوئے ہیں جو انھوں نے اللہ کے حضور اپنے لخت جگر اسمعیل علیہ السلام کو پیش کرکے کی تھی ۔ حج دراصل اسی لازوال قربانی کی سالگرہ ہے ۔ حج کا جزو اکبر قربانی ہے ۔ بلکہ حج کی ساری روح ھی جذبہ قربانی ہے ۔ مال کی قربانی، وقت کی قربانی

آرام و راحت کی قربانی اور بالآخر جانور کی قربانی ۔ ان ساری قربانیوں کے مجموعہ کا نام حج ہے ۔ گویا حج اور ابراهمیت آپس میں لازم و ملزوم ہیں ۔

اسلام کی اصل روح اطاعت اورفرمانبرداری ہے ۔ حج اسی جذبہ اطاعت کو تازگی بخشتا ہے جس کی حکایت وحی الہی نے ''فلما اسلما و تله للجبین،، کے قرآنی الفاظ سے بیان کی ہے اور جس کو خداوند قدوس کی بارگاہ سے مقبولیت کی سند ''فناديناه ان يا ابراهيم قد صدقت الرؤيا انا كذلك نجزى المحسنين،، کے ذریعہ عطا کی گئی ۔ ایک حاجی بچشم سر اس مقدس جگہ کا مشاهدہ کرتا ہے جہاں اس جذبہ اطاعت کا مظاہرہ کیا گیا اور پھر جانور کی قربانی کے ذریعے خود بھی کسی حد تک اس کی یاد تازہ کرتا ہے ۔

اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا لازمی تقاضا مساوات ہے ۔ اگر سارے انسان یہ تسلیم کرلیں کہ اللہ ہی کائنات کا مقتدر و مطاع ہے اور کسی غیر کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسروں سے اپنی اطاعت کرائے یا کسی کا مقتدر و مطاع بن بیٹھے تو لامحالہ اس کا منطقی نتیجہ یہی نکلے گا کہ اللہ کے مسلم و مطیع ہونے کی حیثیت سے سارے انسان برابر ہیں، کسی انسان کو دوسرے انسان پر کوئی فضیلت اور برتری حاصل نہیں الا یہ کہ کوئی اطاعت میں دوسروں سے بڑھا ہوا ہو ۔ یوں تو اسلام کی ساری عبادتیں مساوات کا درس دیتی ہیں لیکن حج تو گویا ہے ہی مساوات کا عملی درس دینے کے لئے ۔ اس موقع پر شاہ و گدا، عالم و جاہل، امیر و غریب، ملکی اور پردیسی سب ایک ہی لباس پہنے ہوئے ایک ہی زبان میں ''لبيك اللهم لبيك،، کی صدائیں بلند کرتے نظر آتے ہیں ۔ دنیاوی جاہ و جلال کا اظہار اور طبقاتی فرق کا مظاہرہ عموماً لباس سے ہوتا ہے ۔ جہاں سب کا لباس ایک ہو وہاں امیر و

غریب اور شاہ و گدا میں فرق کرنا دشوار ہوتا ہے۔ اسی لئے حج کے موقعہ پر احرام کا حکم دیا گیا ہے۔ احرام باندھ کر کوئی شخص کسی دوسرے پر اپنے جاہ و جلال، مال و دولت یا عہدہ و مرتبہ کا اظہار نہیں کر سکتا۔ حج کے موقع پر فرزندان توحید میں مال و زر کی یہ مصنوعی اور خود ساختہ تمیز ختم ہوجاتی ہے۔ علاوہ ازیں احرام سے شان ابراہیمیت کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ احرام دراصل عہد ابراہیمی کا لباس ہے، حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام یہی لباس زیب تن فرماتے تھے۔ اس مبارک موقع کے لئے اللہ تعالی نے اس لباس کو اس لئے پسند فرمایا تاکہ اس مبارک عہد کا منظر سب کی آنکھوں کے سامنے آجائے اور وہ کیفیت ہماری ظاہری شکل و صورت اور وضع قطع سے ظاہر ہو۔(۲)

قرآن مجید میں حرم مکہ کی صفات بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ وہ امن کی جگہ ہے اور ہر اس شخص کو امن و سکون اور اطمینان فراہم کرتی ہے جو اس میں داخل ہو جائے۔ (۳) حرم مکہ میں داخل ہونے والے خوش قسمت لوگوں کو جو روحانی اور قلبی سکون حاصل ہوتا ہے اس کا اندازہ تو وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو وہاں حاضر ہونے کا موقعہ ملا ہے لیکن دوسروں کو اس عظیم سکون و اطمینان کا کچھ نہ کچھ احساس ان تاثرات اور سفرناموں کو پڑھ کر ہوتا ہے جو مختلف زمانوں میں دنیا کے مختلف علاقوں سے آنے والے زائرین حرم نے دنیا کی مختلف زبانوں میں لکھے ہیں۔ مشہور مغربی فاضل محمد اسد کی شہرہ آفاق تصنیف روڈ ٹو مکہ (Road to Mecca) میں اس روحانی سکون اور اطمینان قلبی کی ایک جھلک نظر آتی ہے جو لیوپولڈوائس کی بے چین اور پریشان روح کو بیت اللہ کے سائے میں پہنچ کر حاصل ہوتا ہے، اسی روحانی سکون اور اطمینان قلبی کا معجز اثر کرشمہ تھا جس کے

نتیجه میں لیوپولڈوائس محمد اسد بن گئے اور نہ جانے کتنے لیوپولڈوائس تاریخ میں گزرے ہوں گے جن کو بیت اللہ کی زیارت نے محمد اسد بنادیا ہوگا۔

حج بیت اللہ کا ایک اور اہم پہلو اس کی تبلیغی اہمیت ہے۔ دین حق کی تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو جس طرح اور جس وسیع پیمانے پر حج کے اجتماعات کے ذریعہ دنیا بھر میں عام کیا جاسکتا ہے کسی اور ذریعہ سے نہیں کیا جا سکتا۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجة الوداع کی مثال لیجئے۔ اس موقع پر ڈیڑھ لاکھ صحابی همرکاب تھے۔ آپ نے ۹ ذوالحجہ کو میدان عرفات میں قبل از نماز ظہر انسانیت کا انقلابی منشور (خطبۂ حجة الوداع) دنیائے انسانیت کو عطا فرمایا۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی اور خطبہ ایک وقت میں اتنے لوگوں تک نہیں پہنچا۔ یہی حال بعد کے علماء، محدثین اور مشائخ کا رہا ہے۔ جن بزرگوں نے حج کے موقع پر تبلیغ و ارشاد کی ذمہ داریاں انجام دیں ان کے اثرات زیادہ دور دور تک پھیلے۔ دراصل حرم میں پہنچ جانا ہی تبلیغ دین اور روح دین سے واقفیت کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ مکہ ہی وہ جگہ ہے جہاں حضورؐ نے تبلیغ اسلام کا آغاز فرمایا، جہاں آپ نے اور آپ کے صحابہ نے تکلیفیں جھیلیں۔ مدینہ میں حضورؐ نے پہلی اسلامی ریاست کی بناء رکھی اور پہلا اسلامی معاشرہ قائم کیا۔ یہ دونوں مقامات اسلام کا حقیقی مرکز ہیں۔ باقی دنیائے اسلام کی بنسبت حرمین شریفین میں اسلامی معاشرہ اپنے اصلی رنگ میں کسی نہ کسی حد تک ہمیشہ ہی موجود رہا ہے اور اپنے زائرین کو ہمیشہ نئے خون اور نئی روحانی توانائی سے گرماتا رہا ہے۔ حرمین میں خالص معاشرہ کی بقا کے لئے خود شریعت نے متعدد اقدامات کئے ہیں۔ قرآن مجید نے صاف

حکم دیا کہ کفار و مشرکین کو حدود حرم میں داخل ہونے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روک دیا جائے۔(۴) بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے منتقل کرکے کسی اور جگہ آباد کردیا جائے۔(۵) چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ نے اپنے دورِ خلافت میں خیبر اور جزیرۃ العرب کے دوسرے مقامات میں آباد یہود قبائل کو وہاں سے منتقل کر کے فلسطین میں آباد کر دیا تھا۔ ان اقدامات کا مقصد بلاشبہہ یہی تھا کہ مرکز اسلام میں کسی اور دین کی آمیزش نہ ہونے پائے، کسی اور دین یا نظام حیات کے ماننے والے باقی نہ رہیں۔ تاکہ مرکز حسی ملیہ اسلامیہ(۶) غیر اسلامی آلائشوں سے پاک رہے۔ دنیا کے گوشہ گوشہ سے سمٹ کر آنے والے حجاج کو کچھ عرصہ مرکز اسلام میں رہنے کا موقع ملتا ہے، یہاں سے وہ تازہ اور پاک صاف جذبۂ اسلام لے کر لوٹتے ہیں اور واپس جاکر دوسروں کے قلوب کو روشن کرتے ہیں اور یوں دیے سے دیا جلتا رہتا ہے۔

ان سب چیزوں کے علاوہ سب سے بڑی روحانی نعمت جو حاجی کو حاصل ہوتی ہے وہ اگلے پچھلے تمام گناہوں خطاؤں اور لغزشوں سے معافی ہے۔ اللہ تعالیٰ حجاج کی تمام خطاؤں سے عفوو درگزر فرماتا ہے اور ان کو گناہوں سے یوں پاک و صاف کرکے وطن بھیجتا ہے جیسے وہ آج ہی پیدا ہوئے ہیں۔

یہ تو حج مبرور کی خالص روحانی نعمتوں اور برکتوں کا ایک مختصر ساتذکرہ تھا۔ اس عبادت عظمیٰ کی مالی اور دنیوی منفعتیں بھی کچھ کم نہیں۔ مذکورہ بالا آیت کریمہ ''لیشھدوا منافع لھم،، کی تفسیر کرتے ہوئے تقریباً سبھی اکابر مفسرین نے حج کے مالی اور دنیوی منافع کا ذکر کیا ہے۔

مجاهد بن جبر، عطاء بن رباح، ابن العربی اور قرطبی جیسے اکابر مفسرین نے منافع میں تجارتی منافع کو بھی شامل کیا ہے ۔ بلکہ بعض جلیل القدر مفسرین مثلاً سعید بن جبیر اور ابو رزین نے تو اس آیت میں منافع سے صرف تجارتی منافع ھی کو مراد لیا ہے ۔ بہر حال اس امر پر تو سب کا اتفاق بھی ہے اور ہر ایک کا عملی مشاہدہ بھی کہ حج تجارت کا ایک بڑا اور نہایت مفید موقعہ ہے ۔ دنیا بھر کے مسلمان تاجر حج کے موقعہ پر موجود ہوتے ھیں ۔ علاوہ ازیں مختلف ممالک سے آنے والے حجاج دنیا کے ہر گوشہ کی مصنوعات اور پیداوار لے کر آتے ھیں ۔ اس طرح مکہ دنیا کے ہر ملک کی مصنوعات و پیداوار کا مرکز بن جاتا ہے ۔

محض تجارتی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو حج توسیع تجارت کا سب سے بہتر ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے ۔ دنیا بھر کے بازاروں کی بابت تازہ بتازہ اور براہ راست معلومات، قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کا اندازہ اور بڑے بڑے بیوپاریوں سے روابط کے لئے حج سے بہتر موقعہ مسلمانوں کے لئے کونسا ہو سکتا ہے ۔ بلکہ اگر اس مبارک موقعہ پر رزق حلال کے حصول اور جائز تجارت کے فروغ کی باقاعدہ تدابیر اختیار کی جائیں تو بڑے فوائد حاصل کئے جا سکتے ھیں ۔ دنیا بھر سے آنے والے مسلمان تاجروں اور صنعتکاروں کا قیام ایک جگہ ہو (مثلاً مکہ اور مدینہ میں تاجروں کے الگ ریسٹ ھاؤس ہوں) سب آنے والے تاجروں کی فہرست دستیاب ہو، پھر مختلف اسلامی ممالک اور کمپنیاں اپنے اپنے تجارتی دفاتر مکہ میں قائم کریں جن کا آپس میں میل جول ہو ۔ حج کے موقعہ پر اسلامی ممالک اپنی اپنی مصنوعات کی نمائش کا اہتمام کریں اور اس کے علاوہ جو تدابیر بھی ممکن اور مفید ہوں عمل میں لائی جائیں تو حج کے اس پہلو سے نہایت عظیم الشان فوائد حاصل کئے جا سکتے ھیں ۔ اور

کیوں نہ کئے جائیں اللہ تعالی نے خود قرآن مجید میں اس کی اجازت دی ہے۔ سورہ بقرہ میں حج کے احکام بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا: لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربکم۔ کوئی حرج نہیں اگر (اس موقعہ پر) تم اپنے رب کے فضل (جائز روزی) کے حصول کے لئے بھی کوشش کرو۔(۷)

تجارت کی وسعت کے ساتھ ساتھ حرمین کی مرکزیت سے سیاسی اور معاشرتی فوائد بھی حاصل کئے جا سکتے ھیں۔ دنیا بھر کے مسلمان همیشه هی سے اپنے اجتماعی مسائل پر مکه کے اجتماعات حج میں غور و فکر کرتے رہے ھیں۔ امور خلافت کے اھم معاملات حج ھی کے موقعه پر طے پاتے تھے۔ مختلف علاقوں کے حکام سے رپورٹیں وصول کی جاتی تھیں اور طریقۂ کار کا تعین کیا جاتا تھا۔ اس موقع پر مظلومین داد رسی چاھتے تھے۔ حضرت عمر کے دور خلافت میں تو ایسے بہت سے واقعات ملتے ھیں۔ بعد میں بھی مختلف اسلامی حکومتوں اور اسلامی تحریکات کا یہی طریقه رہا که حج کے موقعه پر اپنی بین الاقوامی کانفرنسیں منعقد کیا کرتے تھے۔ شمالی افریقه کی سنوسی تحریک کے قائدین ہر دوسرے تیسرے سال حج کے لئے آیا کرتے اور دنیا کے مختلف گوشوں سے آنے والے سنوسی کارکنوں سے ملاقاتیں کرتے، ان سے کام کی رفتار معلوم کی جاتی، ایک دوسرے کی مشکلات سنی جاتیں اور ان کا حل سب مل کر تلاش کرتے، آئندہ کام کے لئے منصوبے سوچے جاتے۔ ''موقظ الشرق،، علامه سید جمال الدین افغانی نے کبھی ایک بار اپنی نوجوانی میں جمعیة ام القریٰ کے نام سے ایک تنظیم قائم کی تھی جس کا مقصد حج کے موقعه پر مسلمانان عالم کے احوال معلوم کرنا اور ان کی خیر خبر رکھنا تھا۔ اور آخر میں شاہ فیصل مرحوم کے دور حکومت میں تو حج کی مرکزیت سے بہت کچھ کام لیا گیا، خاص طور پر رابطه عالم اسلامی کی بین الاقوامی تنظیم اس موقعه پر

بہت کچھ کام کرتی ھے اور حج کے اجتماع کی برکتوں کو سارے عالم میں پھیلانے کی کوشش کی جاتی ھے۔

حج کے اجتماعات سے علمی میل جول، عالم اسلام کے مختلف علاقوں سے آنے والے اھل علم سے استفادہ اور ایک دوسرے کے خیالات سے واقفیت اور فکری مسائل سے آگاھی کے فوائد بھی حاصل ھوتے ھیں۔ ماضی میں بھی ھمارے اھل علم اس بابرکت اجتماع سے علمی استفادہ کے مواقع حاصل کرتے رھے ھیں۔ آئندہ بھی زیادہ سے زیادہ وسیع پیمانہ پر اھل علم کو آپس میں ملنے جلنے کے مواقع مل سکتے ھیں۔ اگر مختلف اسلامی ممالک کی حکومتیں مکہ میں حج کے موقع پر مختلف ممالک سے آنے والے اھل علم کے مل بیٹھنے کا انتظام کریں(٨) تو علمی میل جول کے نہایت بہتر مواقع پیدا ھو سکتے ھیں۔ ھر اسلامی ملک کا سفارت خانہ اپنے ھاں کے نمایاں حجاج کی فہرست دوسرے تمام مسلم سفارت خانوں کو مہیا کردے تو اس کام میں بڑی سہولت ھو سکتی ھے۔ مثال کے طور پر ایک تقریب میں دنیا بھر سے آئے ھوئے مسلم ماھرین قانون، جج اور قضاۃ شریک ھوں، کسی دوسری تقریب میں تاریخ دانوں کا اجتماع ھو جائے۔ کسی تیسرے موقع پر ماھرین معاشیات مل بیٹھیں۔

اگرچہ رابطہ عالم اسلامی اس موقعہ پر سیمینار اور علمی مباحثے ترتیب دیتا ھے اور ان میں مختلف ممالک سے آنے والے اھل علم شرکت کرتے ھیں لیکن یہ کام دوسری حکومتوں کے سفارت خانے (خاص طور پر سفارت خانوں کے ثقافتی اور مذھبی امور کے شعبے) بھی کر سکتے ھیں۔ اس طرح عالم اسلام کے اھل علم و دانش کو نہ صرف ایک دوسرے سے متعارف کرایا جا سکے گا بلکہ علمی و فکری کاوشوں میں وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کر سکیں گے۔

حواشی

١ - ملاحظه هو تفسیر کبیر امام فخرالدین رازی، جلد ششم صفحه ١٥٣

٢ - سید سلیمان ندوی : سیرت النبی، جلد پنجم، صفحه ٣٦٦ مطبوعه اعظم گڑھ

٣ - من دخله کان آمنا، آل عمران : ٩٧

٤ - یا ایها الذین آمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا ۔ سورۂ توبه : ٢٨

٥ - حدیث کے الفاظ هیں : اخرجوا الیهود و النصاری من جزیرة العرب ۔ حضور نے مرض‌الموت میں جو چند وصیتیں فرمائیں ان میں یه وصیت بھی تھی ۔

٦ - یه اصطلاح بیت اللہ کے لئے علامه اقبال نے استعمال کی ہے ۔ ملاحظه هو، رموز بے خودی ص ١٥٣ - ١٥٨

٧ - سورۂ بقره : ١٩٨ ۔ یاد رہے که اللہ تعالی نے قرآن مجید میں کئی بار جائز روزی کو اللہ کا فضل قرار دیا ہے ۔ مثلاً ملاحظه هو سوره فتح کی آیت ٢٩

٨ - اس غرض کے لئے عصرانے، عشائیے یا استقبالئے ترتیب دیے جا سکتے هیں ۔